احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار 25 مارچ 2013ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

سوموار 25 مارچ 2013ء 12 جمادی الاول 1434 ہجری 25 امان 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 68

صحیح آنکھ سے

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ کے سامنے روٹی اور کھجور پڑی تھی آپؐ نے فرمایا آگے ہو کر کھاؤ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تمہاری ایک آنکھ میں تو تکلیف ہے میں نے کہا میں دوسری آنکھ سے کھاتا ہوں۔ رسول اللہؐ اس پر مسکرا دیئے۔

(مسند احمد حدیث نمبر 15996)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریمؐ کے مزاح کا ایک اچھوتا اسلوب یہ تھا کہ کسی روزمرہ بات کو ایسے ہلکے پھلکے انداز میں پیش کرتے کہ مزاح کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ مثلاً ہر شخص کے دو کان ہی تو ہوتے ہیں۔ رسول اللہؐ کا پیار سے اپنے خادم انسؓ کو یوں پکارنا کہ اے دو کانوں والے ذرا ادھر تو آنا۔ کیسا مزاح پیدا کر دیتا ہے۔ (شمائل الترمذی باب فی صفۃ مزاح رسول اللہؐ)

اس مزاح میں یہ لطیف فلسفہ بھی تھا کہ اطاعت شعار انسؓ رسول اللہؐ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔ اسی طرح ایک مرتبہ لمبے قد کے آدمی کو ''ذوالیدین'' یعنی لمبے ہاتھوں والا کہہ کر یاد فرمایا۔

ایک دفعہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے سواری کے لئے اونٹنی کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس تو اونٹ کا بچہ ہے۔ اُس شخص نے عرض کیا۔ میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ فرمایا اونٹ بھی تو اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ پھر ایک اونٹ اس کے حوالے کر دیا۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی المزاح: 4998)

حضرت انس بن مالکؓ خادم رسولؐ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ بچوں کے ساتھ سب سے زیادہ مزاح اور بے تکلفی کی باتیں کرتے تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیھقی جلد 1 ص 331 بیروت)

حضرت سفینہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریمؐ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے، جب بھی ہمارا کوئی ساتھی تھک جاتا تو وہ اپنا سامان تلوار ڈھال یا نیزہ مجھے پکڑا دیتا یہاں تک کہ میرے پاس بہت سا سامان جمع ہو گیا۔ نبی کریمؐ نے جو یہ سب دیکھ رہے تھے فرمایا تم واقعی سفینہ (یعنی کشتی) ہو۔ جس نے سب مسافروں کا سامان سنبھال رکھا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 221)

ایک دفعہ ایک بڑھیا عورت ملنے آئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھی عورتیں تو جنت میں نہ ہوں گی وہ رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بی بی آپ جوان ہو کر جنت میں جاؤ گی، یعنی وہاں بڑھاپا نہیں ہوگا۔ اس پر وہ خوش ہو گئی۔ آپؐ نے اپنی بات کی تائید میں سورۃ الواقعہ کی آیت بھی تلاوت فرمائی کہ ہم نے جنت کی عورتوں کو نوعمر اور کنواریاں بنایا ہے۔

(شمائل ترمذی باب فی صفۃ مزاح رسول اللہؐ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عام گفتگو میں بھی توجہ اور سرعت فہم کے نتیجہ میں مزاح کا نکتہ پیدا کر لیا کرتے تھے۔ ابورمثہؓ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ تعارف ان کے والد سے پوچھا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زور ''یہ'' پر تھا انہوں نے اپنی سادگی میں سمجھا کہ پوچھ رہے ہیں واقعی تمہارا ہی بیٹا ہے۔ نہایت سنجیدگی سے کہنے لگے۔ رب کعبہ کی قسم یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ سمجھ گئے مگر ان کے اصرار پر ازراہ تفنن فرمایا واقعی پکی بات ہے؟ وہ اس پر اور سنجیدہ ہو کر کہنے لگے میں پختہ قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے۔ رسول کریمؐ یہ سن کر بہت محظوظ ہوئے اور ہنستے مسکراتے رہے۔ خصوصاً ابورمثہؓ کے باپ کی قسمیں کھانے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے، کیونکہ بچے کی شباہت والد سے اتنی ملتی تھی کہ اس کے نسب میں کسی شبہ کا احتمال نہ ہو سکتا تھا۔

(ابوداؤد کتاب الدیات باب لا یوخذ احد بجریرۃ احد)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا مینجمنٹ بورڈ

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب لندن لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 مارچ 2013ء سے ایم ٹی اے کا جو نیا مینجمنٹ بورڈ مقرر فرمایا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔

مینجنگ ڈائریکٹر: مکرم منیر الدین شمس صاحب
ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر 1: مکرم مرزا محمود احمد صاحب
ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر 2: مکرم سید نصیر احمد صاحب
سیکرٹری مینجمنٹ بورڈ: مکرم عابد وحید خان صاحب
ڈائریکٹر فنانس: مکرم مرزا محمود احمد صاحب
ڈائریکٹر ٹرانسمیشن: مکرم سید عقیل شاہد صاحب
ڈائریکٹر پروگرام: مکرم آصف محمود باسط صاحب
ڈائریکٹر پروڈکشن: مکرم منیر عودہ صاحب
ڈائریکٹر شیڈیولنگ: مکرم ظہیر احمد خان صاحب
ڈائریکٹر آئی ٹی: مکرم عادل منصور احمد صاحب
ڈائریکٹر سیٹلائٹ: مکرم سید نصیر احمد صاحب
ڈائریکٹر نیوز: مکرم عابد وحید خان صاحب
ڈائریکٹر سوشل میڈیا: مکرم ندیم کرامت صاحب
ڈائریکٹر ہیومن ریسورسز: مبارک احمد ظفر صاحب
ڈائریکٹر لیگل افیئرز: مکرم شجر احمد فاروقی صاحب
ڈائریکٹر ٹرانسلیشن: مکرم عطاء المجیب راشد صاحب
ڈائریکٹر لائبریری: مکرم اشفاق احمد ملک صاحب
ڈائریکٹر ایم ٹی اے 3: مکرمہ ماہا دابوس صاحبہ
ممبر: مکرم افتخار احمد ایاز صاحب
ممبر: مکرم مرزا ناصر انعام صاحب
ممبر: مکرم جوناتھن بٹروتھ صاحب

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

وقف جدید کو آپ کی ضرورت ہے

تقسیم ہندوستان کے بعد لاکھوں خاندانوں کو اپنا گھر بار عزیز رشتہ دار اور برادری چھوڑ کر ہجرت کر کے پاکستان آنا پڑا۔ یہاں رہائش پذیر ہونے اور اپنے آپ کو اس ماحول میں ڈھالنے کے لئے بہت سے مسائل کا سامنا تھا۔ جس میں ایک بنیادی مسئلہ تعلیم و تربیت بھی تھا۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدیوں کو مذہبی روحانی اور اخلاقی اقدار کو دین حق کے معیار کے مطابق بلند تر کرتے چلے جانے کی سکیم کو وقف جدید کے نام سے حضرت مصلح موعود نے جاری فرمایا اور ان علاقوں میں جو تعلیم کی کمی یا مرکز کی آنکھ سے اوجھل ہونے کے باعث مرور زمانہ کا شکار ہونے کا زیادہ خطرہ رکھتے ہیں ان کی نگرانی اور تعلیم و تربیت کا ایسا عمدہ اور مستقل انتظام کیا جائے کہ ان میں روحانی زندگی کو نہ صرف برقرار رکھنے کی اہلیت پیدا ہو جائے بلکہ اس زندگی میں نمو اور افزائش بھی ہو۔ حضرت مسیح موعود کی روحانی اولاد ایسے ہرے بھرے شاداب باغوں کی طرح ہو جائے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہو اور فرحت دیتی ہے۔

حضرت مصلح موعود نے 9 جولائی 1957ء عیدالاضحیہ کے خطبہ میں وقف جدید کا نام لئے بغیر تعلیم و تربیت اور رشد و اصلاح کی ایک تحریک کا ذکر فرمایا۔

میرا خیال یہ ہے کہ اس ملک میں بھی اس طریق کو جاری کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقشِ قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں ...... براہ راست میرے سامنے وقف کریں تا کہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ..... کو تعلیم دینے کا کام کرسکیں۔ وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں۔ ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے، اور آج بھی اس میں چشتیوں کی ضرورت ہے سہروردیوں کی ضرورت ہے اور نقش بندیوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لوگ آگے نہ آئے اور حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ، حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور حضرت فریدالدین صاحب شکر گنجؒ جیسے لوگ پیدا نہ ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہو جائے گا...........

دیکھو ہمت والے لوگوں نے پچھلے زمانے میں بھی کوئی کمی نہیں کی۔ یہ دیو بند جو ہے یہ ایسے ہی لوگوں کا قائم کیا ہوا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے حضرت سید احمد بریلویؒ کی ہدایت کے ماتحت یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور آج سارا ہندوستان ان کے علم سے منور ہو رہا ہے۔

(الفضل ربوہ 6 فروری 1958ء)

اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے وقف جدید کے آغاز پر فرمایا:۔

''گو یہ سکیم بہت وسیع ہے مگر میں نے خرچ کو مدنظر رکھتے ہوئے شروع میں صرف دس واقفین لینے کا فیصلہ کیا ہے ممکن ہے بعض واقفین افریقہ سے لئے جائیں یا اور غیر ملکوں سے بھی لئے جائیں مگر بہرحال ابتداء دس واقفین سے کی جائے گی اور پھر بڑھاتے بڑھاتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔''

(الفضل ربوہ 16 فروری 1958ء)

حضرت مصلح موعود مزید فرماتے ہیں:۔

''میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر اس وقف کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو اس قسم کے وقف جاری کرنے پڑیں گے.... اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایک مربی ایک ضلع میں مقرر ہو گیا اور وہ دورہ کرتا ہوا ہر ایک جگہ گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے ٹھہرتا ہوا سارے ضلع میں پھر گیا اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ ہمارے مربی کو، ہر گھر، ہر جھونپڑی تک پہنچنا پڑے گا اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب میری اس نئی سکیم پر عمل کیا جائے اور تمام پنجاب میں بلکہ کراچی سے لے کر پشاور تک آدمی مقرر کر دیئے جائیں جو اس علاقے کے لوگوں کے اندر رہیں اور ایسے مفید کام کریں کہ لوگ ان سے متاثر ہوں وہ انہیں پڑھائیں بھی اور رشد و اصلاح کا کام بھی کریں۔''

(الفضل 11 جنوری 1958ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے احباب جماعت کے سامنے وقف جدید کے مقاصد واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

''آج میں وقف جدید کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جولائی 1957ء میں حضرت مصلح موعود نے اس مبارک الٰہی تحریک کے متعلق بعض ابتدائی باتیں جماعت کے سامنے رکھی تھیں۔ پھر 1957ء ہی میں جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں حضور نے اس کی بعض تفاصیل بیان فرمائیں .... آپ کی یہ خواہش تھی کہ یہ الٰہی تحریک درجہ بدرجہ ترقی کرتی چلی جائے اور جلد ہی ایک وقت ایسا آ جائے جب دس کی بجائے ہزاروں واقفین اس تحریک میں کام کر رہے ہوں۔ پھر یہ واقفین صرف پاکستان سے ہی نہ ہوں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی، افریقہ کے ممالک سے بھی، امریکہ کے ممالک سے بھی ان کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی....

بہرحال اس وقت حضرت مصلح موعود کو یہ نظر آ رہا تھا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر جماعت میں کم از کم ایک معلم ضرور بٹھا دیا جائے''۔

(الفضل 12۔ اکتوبر 1966ء)

آپ اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں:۔

''میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت اس طرف توجہ دے تو ہر سال پہلے سال کی نسبت دوگنی تعداد میں واقف آسکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا رہتا تو اس وقت واقفین کی تعداد 5000 کے قریب پہنچ چکی ہوتی.....

جماعتیں پکار رہی ہیں کہ اگر چاہتے ہو کہ ہم میں احمدیت قائم رہے تو ہمیں مستقل واقف دو۔''

(الفضل 12۔ اکتوبر 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے سال نو 2006ء کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں، ہر شہر میں اور وہاں کی ہر (بیت الذکر) میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہئے۔ اب اس کے لئے بہرحال..... جماعت کے افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی ان کو اس کام کے لئے پیش کریں وقف کریں اور یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں.... آئندہ سالوں میں.... واقفین نو بھی میدان عمل میں آ جائیں گے لیکن جو ان کی تعداد ہے وہ بھی یہ ضرورت پوری نہیں کر سکتے۔ یہ کام وسیع طور پر ہمیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آدمیوں کی ضرورت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے والے..... معلمین ہمیں مہیا فرماتا رہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل لندن 27 جنوری 2006ء)

پس وقف جدید کو ضرورت ہے ایسے ذی ہوش مخلص، تعلیم یافتہ، جذبۂ دین سے سرشار واقفین زندگی جو دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے دنیا کی دولتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا کر محض خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایسی درویشانہ زندگی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں جو آسودگی سے خالی ہے اور دنیاوی لحاظ سے کئی قسم کی مشکلات سے گھری ہوئی ہے۔ ایسے واقفین جب دنیا سے بظاہر بہتر اور ترقی کے مواقع کو ترک کر کے عمداً غربت کی زندگی اپنے اوپر وارد کریں گے تو بعید نہیں کہ انہیں میں وہ بزرگ پیدا ہوں جن کی حضرت مصلح موعود کو تلاش تھی۔ اس وقت دنیا کو ایسے ہی وجودوں کی بیسیوں، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ضرورت ہے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب نگران مجلس علمی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں
جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مجلس علمی جامعہ احمدیہ جرمنی کو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 12 جنوری 2013ء کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کروانے کی توفیق ملی۔

مورخہ 12 جنوری 2013ء کو پروگرام کا آغاز صبح 9:30 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور اس کا اردو اور جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود کا عربی منظوم کلام

یـــا قـلـبـی اذکـــر احـــمـــدا

پیش کیا گیا۔

پہلی تقریر عزیزم محمود احمد ملہی طالب علم درجہ رابعہ نے بعنوان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی پر کی۔

دوسری تقریر مکرم محمد احسن سعید صاحب استاد جامعہ احمدیہ جرمنی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر اعتراضات کے جوابات کے عنوان سے کی۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں منظوم کلام حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم بصورت ترانہ پیش کیا گیا۔

اس پروگرام کی آخری تقریر مہمان خصوصی محترم مولانا محمد احمد راشد صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مربی اعظم تھا۔

پروگرام کے آخر پر مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے تمام مہمانان اور حاضرین محفل کا شکریہ ادا کیا۔ مہمان خصوصی مکرم مولانا محمد راشد صاحب نے دعا کروائی اور دعا سے اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔

پروگرام کے بعد تمام حاضرین کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی تھا۔

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع : ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا

آبگینے کی قدروقیمت ایک مضبوط پتھر سے زیادہ ہوا کرتی ہے

عورتوں اور مردوں کے حقوق اور مساوات پر ایک نظر

چند روز گزرے کلاس میں داخل ہوتے ہوئے مجھے ایک غیر معمولی شور کا احساس ہوا۔ عموی طور پر جامعہ احمدیہ غانا میں طلباء کا یہ طریق نہیں تھا اس لئے مجھے عجیب سا بھی لگا۔ نشست تک جاتے جاتے یہ گفتگو دھیمی سرگوشیوں اور پھر خاموشی میں بدل گئی۔ مجھے یوں لگا کہ گزشتہ کلاس میں کسی اہم موضوع پر بات چیت کا سلسلہ جاری تھا جو کلاس ختم ہونے کے باوجود بھی طلباء کے ذہنوں سے نکل نہیں پایا۔ جب طلباء سے اس بارے میں پوچھا تو ایک کے بعد ایک ہاتھ بلند ہوتے چلے گئے۔ پتہ چلا کہ موضوع یہ تھا کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت اور مرد برابر ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ بعض طلباء کا خیال تھا کہ اسلام دونوں کی برابری کا قائل ہے اور بعض کا خیال تھا کہ ایسا نہیں ہے۔ غور کیا جائے تو واقعی بہت اہم موضوع تھا۔

کیا طاقت ہی بہترین ہونے کا واحد پیمانہ ہے؟

کوئی بھی جواب دینے سے پیشتر میں نے ان طلباء کے خیالات کے میلان کی روشنی میں انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور کہا کہ اسلامی نکتہ نظر سے اس بارے میں جو بھی دلیل ان کے ذہن میں آتی ہے وہ اسے بیان کرتے چلے جائیں۔ ہم دونوں طرف کے دلائل لکھتے چلے جائیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ اسلام کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے۔ لیکن یہ سب دلائل ہم آج ہی نہیں بیان کریں گے بلکہ چند ایک دن کے غور اور فکر کے بعد ہم اس موضوع پر بات کریں گے۔ اس دوران مناسب یہ ہے کہ ہم مرد اور عورت کی تخلیق، فرائض اور ذمہ داریوں کے بارے میں سوچ کر آئیں، تاکہ کسی درست سمت میں بات کر سکیں۔ انہیں بتایا گیا کہ اس بات کو مزید آسانی سے سمجھنے کے لئے ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ برابری کسے کہتے ہیں؟ کیا ہمیشہ ایک جیسی ہی دو چیزیں برابر ہوا کرتی ہیں؟ عورتوں اور مردوں کی جسمانی طاقتیں اور ان کا فرق کیا کسی ایک فریق کو بالا ثابت کرتا بھی ہے یا نہیں؟ کیا مضبوط چیز کے مقابل پر نازک چیز ہمیشہ کم درجہ کی ہوا کرتی ہے؟ کیونکہ اگر ہم غور کریں تو بسا اوقات نزاکت بھی ایک بہت بڑی خوبی کے طور پر سامنے آتی ہے۔ کیا دونوں کی روحانی حالت کے بارے میں قرآن کریم کوئی فرق روا رکھتا ہے؟ کیا جذبات کے اعتبار سے، ذہنی استعدادوں کے لحاظ سے، علم و عمل کے دائروں کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق ہے بھی یا نہیں؟ کیا یہ محض فرائض کی تقسیم اور ان فرائض کی ادائیگی کے لئے عطا کردہ طاقتوں کا ہی تو فرق نہیں جو بسا اوقات ہمیں درجوں کے اعتبار سے چھوٹا یا بڑا معلوم ہوتا ہے؟ یوں بھی اگر ہم غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے بعض کام اگر مردوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں تو بعض ایسے بھی تو ہیں جو صرف عورتیں ہی کر سکتی ہیں۔ اس لئے ان تمام امور پر غور کئے بغیر برابری یا عدم برابری کا فیصلہ ممکن نہیں ہے۔ مثلاً قرآن کریم اچھے کاموں کے اجر اور روحانی مدارج کی ترقی کے حوالہ سے مرد اور عورت میں کوئی بھی فرق روا نہیں رکھتا۔ جیسا کہ سورۃ النحل آیت 98 میں فرمایا۔

''مردوں یا عورتوں میں سے جو بھی نیکیاں بجا لائے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اسے ہم یقیناً ایک حیات طیبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔''

یا جیسا کہ سورۃ الاحزاب آیت 36 میں فرمایا:

''یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں جنس کی یہ تقسیم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ وہ ہر ایک سے اس کے اعمال کے مطابق سلوک کرتا ہے خواہ عورت ہو یا مرد۔

اسی طرح ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی اس بارے میں غیر معمولی تاکید اور نصیحت فرمائی۔

''حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔''

(ابو داؤد کتاب الادب)

رسول اکرم ﷺ نے علم کے حصول کو مرد اور عورت دونوں پر فرض قرار دیا، اور ہمارا مشاہدہ اور تجربہ بتاتا ہے کہ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے مرد یا عورت میں صلاحیتوں کا کوئی فرق نہیں رکھا بلکہ بسا اوقات تو لڑکیاں تعلیمی میدان میں زیادہ بہتر کارکردگی دکھانے والی بھی ہوتی ہیں۔ پھر یہ امر بھی سوچنے کے قابل ہے کہ کیا نسل انسانی کی بقاء کے لئے ان دونوں میں سے کسی ایک فریق کی اہمیت سے بھی انکار کیا جا سکتا ہے یا اسے کم یا زیادہ کہا جا سکتا ہے۔ کیا دنیا میں طاقت ہی ہر صورت میں برتری کا معیار ہے، اگر ہر صورت میں فوقیت طاقت کو ہی حاصل ہے تو پھر ہمیں پہلوانی اور کشتی کو دنیا کا سب سے اعلیٰ پیشہ ماننا پڑے گا۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے اس مضمون کو بھی ایک حدیث میں سمجھا دیا ہے کہ ''طاقتور وہ نہیں جو اپنے مقابل کو کشتی میں پچھاڑ دے بلکہ حقیقی طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو رکھے۔'' یہ سب وہ نکات تھے جن کے جواب کافی دن تک طلباء کے زیر غور رہے اور پھر چند دن کے بعد جب ہم نے اس موضوع پر دوبارہ بات کی تو پتہ چلا کہ یہ مضمون بڑی وضاحت سے طلباء کی سمجھ میں آ چکا تھا اور اب سب کے دلائل کا رخ ایک ہی جانب تھا۔

یہ مضمون دنیا کے لئے عجیب تھا

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی آمد سے قبل یہ سب کچھ اتنا سادہ بھی نہیں تھا۔ جن مضامین کو آج اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم بڑی آسانی سے سمجھ جاتے ہیں ایک زمانے میں لوگوں کی ذہنی سطح سے بہت بالا تھے۔ عورت ایک حقیر اور کمتر وجود کے طور پر سمجھی جاتی تھی۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ عورت اپنے خون کے ذریعہ بچوں کو پیدا تو کر سکتی ہے اپنا دودھ پلا کر ان کی پرورش تو کر سکتی ہے لیکن چونکہ معاشرے میں موجود ایسے پیشے جن میں زیادہ قوت اور طاقت درکار ہوا کرتی ہے مثلاً کھیتوں میں ہل چلانا، اناج اگانا اور جنگوں میں دشمن کا مقابلہ کرنا اس طرح کے کام کرنا عورتوں کیلئے بہت مشکل تھا اس لئے قوتوں، طاقتوں اور صلاحیتوں کا یہ فرق عزت اور ذلت کو متعین کرنے کا پیمانہ بن گیا۔ مرد کو اپنی جسمانی طاقت اور قوت کی بناء پر ارفع و اعلیٰ سمجھ لیا گیا اور اس کے مقابلہ میں کم اہم سمجھے جانے والے نازک کاموں کی انجام دہی کی وجہ سے عورت کو کمتر درجہ دے دیا گیا۔ شاید یہ ظلم ابھی اور بھی جاری رہتا اگر محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف نہ لے آتے۔ آپ نے آ کر خیالات کے دھارا ہی بدل دیا۔ اب جنت ماں کے قدموں تلے قرار پائی۔ بہترین انسان ہونے کا معیار اہل خانہ کے ساتھ اچھا سلوک قائم کیا گیا۔ ان کے نازک جذبات کو آبگینوں سے مشابہت دی گئی اور دنیا نے پہلی مرتبہ حیرت سے اس مضمون کو سمجھا کہ آبگینے کی قدروقیمت بسا اوقات ایک مضبوط پتھر سے زیادہ ہوا کرتی ہے۔ عورتوں کے لئے ایک نجات دہندہ دنیا میں آ چکا تھا۔ بڑے بڑے ذہین دماغ حیران تھے کہ یہ کیسا انقلاب ہے۔ اس زاویہ سے تو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ عورت کی عزت اور عظمت کے یہ پوشیدہ پہلو تو دنیا نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

ہندومت کی تعلیم

ہندومت جو دنیا کا قدیم ترین مذہب ہونے کا مدعی بھی ہے اس نے تو عورت کو اس قدر مرد کے ماتحت قرار دے دیا کہ عورت کی ذاتی زندگی کو قبول کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ یہ خیال کیا گیا کہ شوہر کی موت کے بعد عورت کے زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو بیوی اپنے شوہر کی چتا کے ساتھ ہی لیٹ کر جل جائے یا پھر تمام زندگی دنیا کی ہر نعمت سے منہ موڑ کر اپنے شوہر کی یاد میں لگی رہے۔ ان لوگوں کا یہ دعویٰ رہا کہ اس طرح عورت کے جلنے اور شوہر کی لاش کے ساتھ قربان ہو جانے سے اس کا خاندان اور شوہر کا خاندان بخش دیا جاتا ہے ستی ہونے والی عورت سب عورتوں سے پاک اور معزز سمجھی جاتی، اس عجیب قبیح رسم کے زیر اثر لاکھوں عورتیں زندہ جلا دی گئیں۔ یہ زہر خیالات میں کیوں نہ پیدا ہوتا جبکہ مذہبی کتب یہ کہہ رہی تھیں کہ

''عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن میں باپ کے اختیار میں رہے جوانی میں شوہر کے ماتحت اور بیوہ ہونے کے بعد بیٹوں کے اختیار میں رہے خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔''

(منوسمرتی باب 145 آیت 1)

چنانچہ اسی تعلیم سے متاثر ہو کر مشہور ہندو شاعر تلسی داس نے لکھا کہ ''شودر، ڈھول، مویشی اور عورت پٹتے ہی رہیں تو ٹھیک رہتے ہیں۔'' وقت نے ثابت کیا کہ یہ سوچ غلط اور ناقابل قبول تھی۔ اسلام نے نہ صرف کم تر سمجھی جانے والی ذاتوں کو برابری کے حقوق دیئے، انہیں عزت دی اور ان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر انہیں دنیا کی راہبری کے حقوق بھی عطا کر دیئے بلکہ عورت کو بھی تعظیم کے تخت پر بٹھا دیا۔ اسلام نے تو جانوروں اور مویشیوں کے لئے بھی سکون اور اطمینان سے زندہ رہنے کا حق عطا کر دیا۔ یوں تلسی داس کے بیان کردہ مشورہ میں سے صرف ڈھول باقی رہ گیا جسے آج بھی ان کے بعض ہم مذہب اسلام کی تعلیمات کے مقابل پر بڑی شدومد سے پیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن کیا ایسی تعلیم عالمگیر ہو سکتی ہے؟

کیا اس تعلیم کے ساتھ دنیا کے دلوں کو جیتا جا سکتا ہے؟ جس میں دنیا کی 51 فیصد سے زائد آبادی کے حقوق سلب کئے جا رہے ہوں۔

عورتوں کی قبل از اسلام حالت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

''اسلام سے پہلے عورت کی حالت اتنی ناگفتہ تھی کہ عرب میں حیوانات اور دیگر سامان کی طرح وراثت میں منتقل ہوا کرتی تھی۔ بیٹے کی سوتیلی ماں، باپ کے ورثہ میں بیٹے کو دی جاتی تھی اور وہ اس سے بیاہ کرنے کا اولین حقدار تھا۔ مطلقہ اپنی پسند سے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی تھی ۔ بیوہ کو خاوند کی وفات کے بعد ایک سال تک اندھیری کوٹھڑی اور گندے غلیظ کپڑوں میں بند رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا کہ اس کا سوگ اس طرح منائے کہ ایک سال تک انہی غلیظ کپڑوں میں جو وفات کے وقت تھے ان میں ملبوس زندگی گزارے اور گھر سے باہر قدم نہ رکھے۔ عورت بحیثیت خود ایک بدنامی کا داغ تھی۔ عورت جو خود میراث تھی اسے خود ورثہ ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ عورت بدکاری کا آلہ سمجھی جاتی وہ مشہور قصائد جو سونے کے حروف میں لکھ کر زمانہ جاہلیت میں خانہ کعبہ میں آویزاں کئے جاتے تھے ان میں سے بیشتر کا مضمون یہ تھا کہ ہم نے عورت سے یہ سلوک کیا، ہم نے عورت سے یہ سلوک کیا اور سب سے بڑھ کر فخر اس بات پر تھا کہ ہم نے جس طرح عورت کو اپنی ہوا و ہوس کا نشانہ بنایا ہے کوئی نہیں جو ہمارا اس پہلو سے مقابلہ کر سکے۔ جتنا زیادہ کوئی شخص بدکاری میں آگے بڑھا ہوا ہوتا اتنا ہی زیادہ فخر کے ساتھ وہ شاعرانہ کلام میں اس بات کا ذکر کرتا تھا اور یہ شاعری تمام عربوں میں ان فاسق شعراء کی عزت اور عظمت قائم کرنے کی موجب بنتی تھی۔''

(اسلام میں عورت کا مقام۔ خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 26 جولائی 1986ء)

یہی وجہ تھی ان معاشروں میں بیٹی کی ولادت ایک ایسا جرم تصور کی جاتی تھی جس پر ماں اور باپ دونوں شرم سے منہ چھپاتے پھرتے تھے۔ گو آج بھی بعض کم علم اور بے عقل معاشروں میں ایسے مناظر نظر آجاتے ہیں لیکن اس وقت تو یہ چیز اپنی انتہا پر تھی۔ قرآن کریم سورۃ النحل میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔

''جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر مل جائے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا اور وہ نہایت رنجیدہ ہوتا ہے اور جس بات کی اسے خبر دی گئی ہے اس کی (مزعومہ) شناخت کے باعث وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا اس (پیش آنے والی) ذلت کے باوجود زندہ رہنے دیا جائے یا اسے کہیں مٹی میں گاڑ دے۔ سنو جو وہ رائے قائم کرتے ہیں وہ بہت بری ہے۔''

چنانچہ یہ ذکر آتا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں بتوں کی پوجا کرنے والے لوگ تھے ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ میری ایک بچی تھی۔ جب میں اسے بلاتا تھا تو وہ بہت خوش ہوتی تھی ایک دن میں نے اسے بلایا اور وہ میرے پیچھے آگئی۔ میں چلتا گیا یہاں تک کہ میں اپنے خاندان کے ایک کنوئیں تک آپہنچا جو میرے گھر سے زیادہ دور نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی بچی کو اس کے ہاتھ سے پکڑا اور اسے کنوئیں میں پھینک دیا میں نے جو اس کی آخری آواز سنی وہ یہ تھی کہ وہ کہہ رہی تھی۔ اے میرے ابا! اے میرے ابا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر رو پڑے اور آپ کے آنسو آہستہ آہستہ بہنے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک نے اس شخص کو کہا کہ تو نے رسول ﷺ کو افسردہ کر دیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا کہ تم خاموش رہو۔ یہ مجھ سے ایسے معاملے کے بارے میں سوال کر رہا ہے جو اس کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا قصہ مجھے دوبارہ سناؤ۔ چنانچہ اس نے سارا واقعہ دوبارہ سنایا۔ آنحضور ﷺ کے آنسو آپ کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آپ کی داڑھی تک جا پہنچے۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اعمال سے درگزر فرمایا ہے پس تم اچھے طریق پر نیک اعمال بجا لاؤ۔

(سنن الدارمی۔ المقدمہ باب ماکان علیہ الناس قبل بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

کیا یورپ نے عورت کو آزادی دلوائی ہے؟

کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ یہ تو پرانی باتیں ہیں شاید دیگر مذاہب کے ماننے والے اس بارے میں اچھے خیالات رکھتے ہوں۔ یورپ اور امریکہ میں عورتوں کی موجودہ نام نہاد آزادی کو بنیاد بنا کر بعض لوگ اسے یہودیت یا عیسائیت کا ایک کارنامہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہودیت تو ہر ایک گناہ اور فساد کی جڑ عورت کو قرار دیتی ہے اور اس گناہ گار طبیعت کے باعث مرد کو اس پر حکومت کرنے کا اختیار بھی دیتی ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ دنیا کی پہلی غلطی اور گناہ کے پیچھے عورت کا ہاتھ تھا کیونکہ اصل غلطی حضرت حوا سے ہوئی تھی نہ کہ حضرت آدمؑ سے۔ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کیا ''کیا تو نے اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا تو آدمؑ نے جواب دیا کہ ''جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا'' چنانچہ پیدائش باب 3 آیت 16 میں اس کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حوا سے کہا۔

''میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔''

عیسائیت کی تعلیم

عیسائیت جس کی تعلیمات کو آج بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے اور دنیاوی ترقی کی وجہ سے ان قوموں کے دلائل کو بھی زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس کے ماننے والوں نے عورت کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا سنئے۔ نئے عہد نامہ کی کتاب 1 کرنتھیوں، باب 1 آیت نمبر 14 تا 34 میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے اور عورت کے بارے میں لکھا ہے۔

''وہ مرد کی محکوم بن کر رہے اور اس کی علامت کے طور پر اپنا سر ڈھانپے۔''

نیز یہ کہا کہ

''عورتوں کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلاوے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم کو بنایا گیا پھر اس کے بعد حوا کو۔ (1 تیمتھیس باب 2 آیت 13-12)

پھر بات صرف تابعداری تک ہی محدود نہیں رکھی بلکہ ڈر اور خوف بھی شامل کر دیا۔ افسیوں باب 5 آیت 33 میں لکھا ہے۔

''بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

''اب میں آپ کو عرب پس منظر کے بعد یورپ کے پس منظر میں لے کر آتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ آپ کو آزادی کا پیغام دینے والی عورتیں خود کس ماضی سے تعلق رکھتی ہیں اور آج بھی کس جدوجہد میں مبتلا ہیں۔ سترھویں صدی میں عورتوں کو جادو کے الزام میں موت کی سزائیں اس کثرت سے دی گئیں کہ ایک صدی میں بعض کتب کے بیان کے مطابق ایک لاکھ عورتیں زندہ جلا دی گئیں۔ محض اس الزام میں کہ انہوں نے دوسروں پر جادو کیا تھا۔ سولہویں صدی میں دایا عورتوں سے یہ قسمیں لی جاتی تھیں کہ وہ بچے کی پیدائش پر اس پر جادو نہیں کریں گی۔ عورتوں کے مظالم کا یہ جو پہلو ہے اس کو اگر آپ دوسری دنیا کی تہذیبوں سے موازنہ کر کے دیکھیں۔ تو باقی تہذیبیں تو چھوڑیئے اسلام کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام مختلف ادوار میں گزشتہ چودہ سو سال عورتوں پر بڑے مظالم ہوئے ہیں ان سارے مظالم کو اکٹھا کر لیں ان کا concentrate تیار کر لیں۔ تو چودہ سو سال میں پھیلے ہوئے جتنے بھی مظالم عورت پر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہوئے ہیں اس سے سینکڑوں گنا زیادہ عیسائی تہذیب کے ایک سو سال کے اندر عورت پر روا رکھے گئے اور یہ جو ایک لاکھ عورتیں یا کم و بیش اس کے لگ بھگ زندہ جلائی گئیں۔ صرف یہی تعداد اصل حقیقت کو ظاہر نہیں کرتی۔ یہ ایک لاکھ عورتیں جو جادوگرنی سمجھی گئی تھیں ان کا جو ٹیسٹ لیا گیا، جس آزمائش سے گزر کر ان کو جادوگرنی سمجھا گیا۔ اس آزمائش میں جو عورتیں ہلاک ہوئیں ان کی تعداد کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ عورتوں کو جادوگرنی یا نا جادوگرنی قرار دینے کا امتحان اس طرح لیا جاتا کہ اس عورت کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کو تالاب میں پھینکا جاتا اگر وہ ڈوب جاتی تو کہتے کہ دیکھو معصوم تھی اس لئے ڈوب گئی اور انسانی سزا سے بچ گئی اور اگر بچ جاتی تھی تو کہا جاتا تھا کہ دیکھو جادوگرنی ہے نا جو بچ گئی اور اس کے نتیجہ میں اسے زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے لٹکا دیا جاتا تھا، پاؤں سے پتھر باندھ دیئے جاتے تھے اور نیچے آگ کا الاؤ روشن کر دیا جاتا تھا اور اس کے نتیجہ وہ انتہائی اذیت کے ساتھ جان دیتی تھی۔

عورت کا اموال پر کسی قسم کا تسلط تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ سولھویں صدی میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں کہ خاوند کو یہ حق تھا کہ جب عورت پر الزام لگائے تو صرف یہ کہنا کافی تھا کہ اس عورت نے فلاں بری حرکت کی ہے اور اس کے نتیجہ میں اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ اس کا موازنہ آپ کر کے دیکھیں۔ چودہ سو سال پہلے اسلام نے کیا تعلیم دی۔ اسلام نے صرف مرد کو الزام کا حق نہیں دیا بلکہ عورت کو بھی الزام کا حق دیا ہے اور اس کے جواب میں مرد کو بھی حق دیا اور عورت کو بھی حق دیا کہ اگر وہ اسی شدت سے اس الزام کا حلفیہ انکار کرے تو قطعاً قابل سرزنش نہیں سمجھی جائے گی۔ یا قابل سرزنش سمجھا جائے گا۔ اگر وہ مرد ہو اور وہ دونوں اس الزام سے بری قرار دیئے جائیں گے۔

عورتوں کو فیکٹریوں میں روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنا ہوتا تھا اور گھر کے کام کاج اس کے علاوہ تھے۔ انگلستان کی کل عورتوں کی تعداد جس میں بچیاں بھی شامل ہیں ان کی ایک تہائی اپنے گھر کے علاوہ دوسرے کام کرنے پر مجبور تھیں۔ عورت کو مرد کی جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ عورت کو گواہی دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ آج یورپ شور مچا رہا ہے کہ اسلام نے ایک مرد کے مقابل پر دو عورتوں کی گواہی مقرر کی ہے اور یہ بڑا بھاری ظلم ہے حالانکہ کل تک عورت کو یہاں گواہی دینے کا حق ہی حاصل نہیں تھا۔

1891ء تک یعنی ابھی صدیوں کے لحاظ سے کل کی بات ہے انگلستان، جرمنی، ناروے، امریکہ، سکینڈے نیویا وغیرہ میں عورتوں کو قانوناً مرد کی جائیداد پر کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں تھا عورت کو ووٹ دینے کا بھی حق نہیں تھا۔ انیسویں

صدی تک فرانس میں خاوند اگر عورت کو طلاق دیتا تھا تو ماں کا بچوں پر کوئی حق نہیں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ بیوہ عورت بھی بچوں کو اپنی تحویل میں نہیں لے سکتی تھی۔ بلکہ وہ خاوند کے رشتہ داروں کے سپرد کر دیئے جاتے تھے۔

انیسویں صدی میں انگلستان اور فرانس میں عورتیں مردوں سے طلاق نہیں لے سکتی تھیں۔ عورت کو تو بے حیائی کی پاداش میں، اگر مرد اس پر الزام لگائے، شدید سزا دی جاتی تھی اور مرد کا یہ حق مسلم تھا کہ اگرچہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں تو نہیں کر سکتا مگر وہ ایک سے زیادہ عورتیں بغیر شادی اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی اور یہ سلسلہ تو اب تک جاری ہے۔

دوسری جنگ عظیم میں عورتوں سے یہ کہہ کر نہایت بھاری کام لئے گئے کہ قومی ضرورت ہے اور اس کے پیش نظر عورتوں کا بھی فرض ہے کہ وہ قوم کی خدمت کریں لیکن جنگ کے معاً بعد ان ساری عورتوں کو بغیر حقوق کے فارغ کر دیا گیا۔ انیسویں صدی کے آخر تک یہ حال تھا کہ عورت کا فیکٹریوں میں تو کام کرنا مناسب خیال کیا جاتا تھا مگر تعلیمی کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ....

اسلام نے جو آزادیاں چودہ سو سال پہلے عورت کو دی تھیں اور جو حقوق دیئے تھے وہ 1967ء تک مغرب میں نہیں ملے تھے اور کئی ایسے حقوق ہیں جو آج تک بھی نہیں مل سکے۔ بڑی لمبی جدوجہد سے عورتیں گزری ہیں۔ بڑے ظالم اور دکھوں کے زمانے سے نکل کر آئی ہیں تب جا کر رفتہ رفتہ عورتوں کی کوششوں کے نتیجہ میں یہ حقوق ان کو ملنے شروع ہوئے ہیں جو انہوں نے چھین کر لئے ہیں۔ عورت کو مرد کے گھر رہنے کا حق حاصل نہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو گھر میں رکھتا ہے تو اس کے رحم و کرم پر ہے۔ جس دن چاہے کان سے پکڑ کر نکال دے۔ اس کو ذاتی حق کوئی نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں رہ سکے۔''

(اسلام میں عورت کا مقام۔ خطاب بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ 26 جولائی 1986ء)

قرآنی تعلیمات

قرآن کریم اس بارے میں کیا راہنمائی کرتا ہے؟

قرآن کریم نے تو عورت اور مرد کے باہمی رشتہ کو ایک جوڑے کے طور پر بیان کیا جو ایک دوسرے کا سہارا ہیں، ساتھی ہیں اور انسانی نظام کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ فرمایا ''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو'' یعنی ہر قسم کے عیوب سے بچنے کے لئے تمہیں ایک دوسرے کی مدد اور سہارے کی ضرورت ہوگی۔

گویا اسلام ایک ایسی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے جس میں حقوق و فرائض کے فرق کے باوجود برابری بھی قائم ہے اور بعض پہلوؤں سے ایک دوسرے پر جزوی فضیلت بھی۔

چنانچہ سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

''اس نے تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے اور جانوروں میں بھی جوڑے پیدا کئے۔ اس طرح وہ تمہیں پھیلاتا ہے۔''

لیکن اس سے یہ بھی خیال نہیں کیا جانا چاہئے کہ اسلام یورپ کی طرح عورت کی بے محابہ آزادی کا قائل ہے بلکہ اسلام حقوق اور فرائض کا ایک ایسا خوبصورت امتزاج پیش کرتا ہے کہ یورپ کی نام نہاد ترقی پسند سوچیں اس کے آگے پانی بھرتی معلوم ہوتی ہیں۔ اسلام نے تمام تر آزادی اور برابری کے خیالات کے ساتھ قویٰ کی فطری برتری مردوں کو دے رکھی ہے اور یہ برتری بھی کسی قسم کے ظلم اور زیادتی کو روا رکھنے کے لئے نہیں دی بلکہ عورت اور اہل خانہ کی حفاظت، خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے دی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی مشہور آیت جس میں مردوں کو عورتوں کا نگران یا قوام کہا گیا ہے عام طور پر غیروں کی طرف سے بہت سے اعتراضات کی زد میں آتی ہے حالانکہ اس آیت میں ایک اٹل اور غیر متبدل فطری قانون کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت باوجود بودے اعتراضات کے اس حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اس بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

''الرجال قوامون علی النساء

(سورۃ النساء:35)

...... یہ ایک ایسا سوال ہے جو اکثر مغربی اور یورپین ملکوں میں مجالس سوال و جواب کے دوران کیا جاتا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے تعلق میں ایک اور آیت ہے جس کی روشنی میں اس آیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ولھن مثل الذی علیھن''

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جہاں تک عورتوں کے حقوق کا تعلق ہے جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ویسے ہی حقوق عورتوں کے مردوں پر ہیں اس آیت کے پڑھنے اور سمجھ لینے کے بعد آیت الرجال قوامون علی النساء سے اس کا بظاہر نظر آنے والا اختلاف قرآن کریم خود ہی حل فرما رہا ہے فرماتا ہے بما فضل اللّٰہ ایک فطری اصولی اور قانونی برتری ہے نہ کہ حقوق کی برتری جہاں کہیں بھی میں جاتا ہوں کینیڈا، امریکہ تمام یورپین ملکوں اور مغربی ممالک میں کثرت سے یہ سوال کیا جاتا ہے خصوصاً عیسائی لیڈر عورتوں کو یہ سوال کرنے پر اکساتے ہیں اور جرأت دلاتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلام میں عورت کو مرد سے کم حقوق دیئے گئے ہیں۔ تو میرا جواب ان کو وہی ہوتا ہے جو میں بیان کر چکا ہوں ان سے کہتا ہوں کہ تمہارا دل بھی اس بات کو مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے اور کوئی بھی مساوی حقوق کی تھیوری اس اصولی فرق کو مٹا نہیں سکتی اولمپکس میں ہی دیکھ لو کہ دوڑ میں حصہ لینے والے مرد اور عورتیں کیا مقابلہ میں اکٹھے دوڑتے ہیں کیا مردوں اور عورتوں کے تیراکی کے مقابلے اکٹھے ہوتے ہیں کیا وہ فٹ بال، ہاکی اور کسی بھی کھیل میں اکٹھے کھیلتے ہیں اور خاص طور پر امریکن فٹ بال میں کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ عورتیں اور مرد اکٹھے ایک ہی ٹیم میں کھیل رہے ہوں۔ یہ سوال کرنے والے مغربی دنیا کے لوگ بھی جانتے ہیں اور اس بات پر گواہ ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو حقوق کے لحاظ سے عورتوں پر کوئی برتری اور فضیلت نہیں دی گئی بلکہ فطری استعدادوں اور صلاحیتوں کی بناء پر فضیلت ہے جو خدا تعالیٰ نے عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ رکھی ہیں اور ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ فطری صلاحیتیں کیا ہیں۔''

(لقاء مع العرب 21 ستمبر 1994ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل (12) 19 تا 28 فروری 1999ء)

بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے۔

اگر اس وضاحت اور تشریح کے باوجود بھی کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ مرد کو عورت پر جو جزوی فضیلت دی گئی ہے اسے عورت پر سختی کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے تو اسے امام الزمان حضرت اقدس حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد یاد رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورت کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 1)

نیز فرمایا:

''عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بے چاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 418-417)

ذمہ داریوں اور صلاحیتوں کا فرق

پس خلاصہ کلام یہ کہ اسلام کی نظر میں عورت اور مرد بحیثیت انسان ایک ہی مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول، تقویٰ اور طہارت میں ترقی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک حصہ عورتوں پر مشتمل ہے اور دوسرا مردوں پر۔ جس طرح ایک اچھے معاشرے میں بہت سے شعبے اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر، معمار، انجینئر، وکیل، تاجر، زمیندار سب اپنے اپنے کام کرتے ہیں اور کبھی یہ بحث نہیں پیدا ہوتی کہ فلاں حصہ برتر اور فلاں کمتر ہے بالکل اسی طرح عورت اور مرد بھی اپنے اپنے کاموں کے دائرے میں اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اعلیٰ ترین مقصد کے حصول کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ برابری کا مطلب یہ نہیں ہوا کرتا کہ تمام دنیا کے لوگ ایک ہی کام یا پیشہ اپنا لیں کیونکہ اس سے تو نظام اور معاشرہ قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ حقیقی برابری کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے برابر حقوق اور فرائض عائد کئے گئے ہیں۔ دونوں کے سپرد معین ذمہ داریاں کی گئی ہیں۔ دونوں طبقات کو ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے درکار طاقت اور صلاحیتیں دی گئی ہیں جن کا غیر ضروری تقابل ہی مسائل پیدا کرتا ہے، معاشرے کو دونوں طبقوں کی ضرورت ہے۔ کسی ایک کے بغیر بھی یہ نظام چل نہیں سکتا۔ اگر ہمیں ان دونوں طبقات میں کوئی فرق نظر آتا ہے تو وہ ذمہ داریوں کے تعین کے فرق کے سبب سے ہے نہ کہ انسانی حیثیت کے فرق کی بناء پر۔ پس یہ ہیں حقیقی اسلامی تعلیمات عورتوں کے حقوق کے بارے میں اور کون ہے جو اپنی تجویز کردہ تعلیمات کو ان سے اعلیٰ یا بالا ثابت کر سکے، کس مذہب یا معاشرے میں یہ طاقت ہے کہ اسلامی تعلیمات پر اپنی برتری کا گمان بھی کر سکے۔ کس میں ہمت ہے کہ ان تعلیمات کا مقابلہ کرنے کی جرأت بھی کر سکے اور اگر کوئی ایسی جرأت کر بھی لے اور بزعم خود ایسے قوانین بنا بھی لے جن میں دونوں طبقات کو غیر ضروری برابری کے جھنجھٹ میں ڈال دیا جائے تو ایسے معاشروں کی بنیادوں کا کھوکھلا ہونا ظاہر و باہر ہے۔ ایسے گھروں اور معاشروں پر ٹوٹنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ تعلیمات سے زیادہ حکمت نہ تو سوچی جا سکتی ہے اور نہ ہی تجویز کی جا سکتی ہے۔

مکرم رفاقت احمد صاحب

مکرم فضل الرحمان خان صاحب امیر ضلع راولپنڈی

مکرم فضل الرحمان خان صاحب مرحوم (پیدائش 26دسمبر 1929ء-وفات 29،اکتوبر 2012ء) کا آبائی وطن چونترہ ضلع اٹک ہے۔یہ خاندان پاراچنار صوبہ خیبر پختونخواہ سے یہاں آکر آباد ہوا۔

آپ کے والد محترم مولوی عبدالغفور صاحب مرحوم نیک بزرگ تھے۔انہیں خلافت ثانیہ کے دور میں 1924ء میں بیعت کی توفیق ملی۔مکرم خان صاحب کے دادا جان نے1936ء میں بذریعہ خط بعمر 106 سال بیعت کی۔مکرم خان صاحب مرحوم کی تعلیم وتربیت ان کے والد صاحب مرحوم نے بڑے احسن رنگ میں کی۔

مجلس عاملہ کے ایک اجلاس میں بڑی عاجزی سے کہنے لگے کہ فلاں فلاں عہدیدار اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی مساعی پیش کریں گے۔میری کوئی خدمت ایسی نہیں جو میں اللہ تعالیٰ اور خلیفہ وقت کے سامنے پیش کرسکوں۔میرے لئے دوست دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مقبول خدمت دین کی توفیق دے۔

1998ء میں آپ کا تقرر بطور امیر جماعت راولپنڈی ہوا۔تقرری کے بعد انہوں نے خاکسار (جواُس وقت سیکرٹری مال تھا) اور مکرم میاں لطیف مسعود صاحب (جواُس وقت محاسب تھے) کو جماعتی مالی نظام سے متعلق اہم ہدایات دیں۔مثلاً بجٹ میں افراد کی تعداد تجنید کے مطابق ہو۔نومبائعین کو شامل کریں۔نادہندوں کو بجٹ سے نہ نکالیں اور ان کی طرف خاص توجہ کریں چندہ دہند بنائیں۔ دُعا کرکے اور حضرت صاحب کو دعا کے لئے خط لکھ کر اپنی مساعی کریں۔دوستوں کو بار بار تلقین کریں کہ بجٹ میں درست آمد لکھوائیں۔چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کے دلوں کے حال سے بخوبی باخبر ہے۔سیکرٹریان اور کارکنان کے لئے باقاعدہ سیکرٹریٹ قائم کیا تاکہ کارکنان بہترین ماحول میں کام کرسکیں۔کارکنان کو ہدایت تھی کہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت دفتر کو ضرور دیں۔

چندوں کے بارہ میں اپنا طرز عمل یوں بتایا کہ **کوشش کرکے سالانہ لازمی چندہ جات کو دس پر تقسیم کرلیتا ہوں جو دس ماہ میں ادا ہوجاتا ہے۔دو ماہ کی آمد سے طوعی چندے،صدقات وغیرہ ادا کرتا ہوں**۔تزکیہ اموال کی طرف بھی توجہ کرتے اور نصاب کے مطابق ایک ایک پائی پر ادائیگی کرتے۔خلیفہ وقت کی طرف سے جاری کردہ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔شعبہ مال کے کارکنان کو جب وصولی کے بارہ میں ہدایات دیتے تو فرماتے کہ میں اپنا سارا حساب بے باق کرکے خطاب کررہا ہوں۔ہر پندرہ دن کے بعد جماعتی حساب برائے وصولی بقایا جات،ترسیل وخرچ کا بغور جائزہ لیتے۔کوشش ہوتی کہ کم سے کم خرچ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ان کی کوشش ہوتی کہ جماعتی کام کے سلسلہ میں سفر کے لئے بھی جماعتی فنڈ سے کچھ نہ لیا جائے۔

مکرم خان صاحب 1987ء کے شروع میں برطانیہ تشریف لے گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے ملاقاتوں کے علاوہ آپ نے حضور کی ایک مجلس عرفان منعقدہ فروری 1987ء میں بھی شمولیت کی۔آپ نے اس مجلس میں حضور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا کہ مستشرقین وغیرہ کہتے ہیں کہ مذہب نے دنیا میں قتل وغارت کی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس اہم سوال کا تفصیلی اور بڑا حکیمانہ جواب دیا۔جو دعوت الی اللہ کی سی ڈی نمبر 5 میں ریکارڈ ہے۔قیام لندن کے دوران آپ نے پاکستان کے ایک معروف پیر صاحب کی ملاقات حضور سے کروائی۔حضرت صاحب نے بھرپور انداز میں جناب پیر صاحب کو دعوت الی اللہ کی۔جس سے پیر صاحب بہت متاثر ہوئے۔مکرم خان صاحب نے لندن سے واپسی کے بعد بیت الحمد راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ یہ واقعات احباب جماعت کو سنائے۔

محترم خان صاحب کی طبیعت میں خاص نظم و ضبط تھا جو آپ کے ہر کام میں نظر آتا۔ایک دفعہ خاکسار (بطور نائب قائد ضلع) آپ سے خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع کے لئے عطیہ لینے گیا۔پہلا سوال کیا کہ عطیہ جات وصول کرنے کے لئے مرکزی چھٹی موجود ہے۔جو دکھا دی گئی۔خاندانی لحاظ سے اور جماعتی روایات کے مطابق بہترین مہمان نوازی کا حق ادا کرتے۔مرکز سے کوئی مہمان آئے تو آپ کی اور مکرم بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر سید ضیاء الحسن صاحب کی کوشش ہوتی کہ مہمان کو اپنے گھر میں لے جاکر قیام وطعام کی خدمت کی جائے۔دعوت الی اللہ کے بارہ میں جوش رکھتے تھے۔نوجوانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرواتے اور خود بھی اپنے ہمسایوں، دفتر کے اعلیٰ کے افسران اور سوسائٹی کے معزز افراد کو اپنے خُلق اور علم کے ذریعہ جماعت کے پیغام سے روشناس کرواتے۔

خاکسار کے راولپنڈی سے اسلام آباد جانے کے بعد (2003ء) میں آپ سے کسی میٹنگ/ شادی وغیرہ کے موقع پر ملاقات ہوتی تو بڑی شفقت سے ملتے اور میرے بچوں کی خیریت،ان کی تعلیمی سرگرمیوں کے بارہ میں ضرور پوچھتے۔ 2001ء میں میری چھوٹی بہن کا رخصتانہ ہوا۔ میری درخواست قبول کرتے ہوئے پروگرام میں شرکت کی اور دعا کروائی۔

جماعت امریکہ کو نظام وصیت میں شمولیت کی پرزور تحریک

حضرت مصلح موعود نے 1955 میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے احمدیوں کے نام انگریزی میں ایک اہم پیغام ارسال فرمایا جس میں حضور نے نظام وصیت کے عظیم الشان مقصد پر روشنی ڈالی اور اسے امریکہ میں بھی جاری کرنے کی پُرزور تحریک فرمائی۔

میرے عزیز امریکن بھائیو!

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے دو سال قبل وصیت کے طور پر ضروری ہدایات اس دستاویز کی شکل میں شائع فرمادی تھیں جو ''الوصیت'' کے نام سے موسوم ہے۔یہ دستاویز بہت اہم ہے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اس کا ضرور مطالعہ کرے۔...... مجھے یقین ہے کہ اس دستاویز کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ میں سے ہر ایک میں یہ شدید خواہش ہوگی کہ وہ بھی اس عظیم الشان تحریک میں جو اس میں بیان کی گئی ہے اور جو...... احمدیت کی ترقی کے لئے نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہے شامل ہونے کی سعادت حاصل کرے۔......''الوصیت'' کے منشاء کے مطابق ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی جماعت احمدیہ جتنی جلدی ممکن ہوسکے کسی مرکزی علاقے میں ایک موزوں قطعہ زمین خریدنے کا انتظام کرے گی۔ یہ قطعہ زمین قبرستان کے طور پر ان لوگوں کے لئے مخصوص ہوگا جو ''الوصیت'' میں بیان کردہ شرائط اور ان قواعد کے مطابق جو امام جماعت احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی طرف سے نافذ ہوں ۔ وصیت کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ریاست ہائے متحدہ میں ایک دفعہ جاری ہونے کے بعد یہ سکیم انشاءاللہ تقویت حاصل کرے گی۔اور رفتہ رفتہ تمہارے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہم وطن اس میں شامل ہوجائیں گے اور اس طرح ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا جو اپنی مساعی اور آمدنیوں اور جائیدادوں کا ایک معقول حصہ ''الوصیت'' کے اغراض ومقاصد کے لئے وقف کریں گے۔

جوں جوں ایسے مخلص اور فدائی احمدیوں کی تعداد بڑھے گی۔اس امر کی ضرورت محسوس ہوگی کہ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے قبرستان قائم کئے جائیں۔ چنانچہ حسب ضرورت مختلف اوقات میں ایسے قبرستانوں کا قیام عمل میں آتا رہے گا۔

جیسا کہ ''الوصیت'' میں بیان کیا گیا ہے وصیت کی اس سکیم کے فوائد اور رنگ میں بھی ظاہر ہوں گے۔اور بالآخر یہ انسانیت کے کمزور طبقوں کو اٹھانے اور انسانی فلاح و بہبود اور خوشحالی کو ترقی دینے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔کوئی نظام بھی جس کی بنیاد جبر واکراہ پر ہو اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔الوصیت میں جو سکیم پیش کی گئی خالصۃً طوعی اور رضا کارانہ اور خدمت ...... کے ایک اجر کا درجہ رکھتی ہے اس لحاظ سے جو اخلاقی اور روحانی فوائد اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہوں گے تمام دوسرے نظام ان سے محروم ہیں۔

رفتہ رفتہ ایک ملک کے بعد دوسرا ملک اس تحریک کو اپنانے کے لئے آگے آتا رہے گا اور اس طرح ان لوگوں کی طرف سے جو اس سکیم کے ذریعہ روحانی، اخلاقی اور مادی فوائد سے متمتع ہوں گے۔دنیا میں خدا کا نام بلند ہوتا رہے گا۔

اس تحریک پر پاکستان اور ہندوستان میں پہلے سے عمل ہورہا ہے۔میری خواہش ہے اور میں اس کے لئے دعا بھی کرتا ہوں کہ تحریک کو اپنانے والے ممالک میں سے امریکہ تیسرا ملک ثابت ہو۔اور اس طرح وہ وسیع سے وسیع تر پیمانے پر انسانیت کی فلاح و بہبود اور اس کی ترقی کی بنیادیں استوار کرنے میں حصہ لے آمین۔

(الفضل 9فروری 1956ء)

سیدنا حضرت مصلح موعود نے یہ خصوصی پیغام چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر انچارج امریکہ مشن کو ارسال فرمایا اور اس مبارک تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بذریعہ مکتوب حسب ذیل ہدایات دیں۔

ایک مضمون ارسال ہے۔اس کو فوراً شائع کروائیں۔اور پھر اس کے مطابق جو لوگ وصیتیں کریں ان کے نام اور جائیداد کی تفصیل مرکز کو بھجوائیں۔ ایک مقبرہ کمیٹی قائم کریں جو زمین خریدے اور اس مقبرے کو بہت خوبصورت بنایا جائے۔باغ وغیرہ لگایا جائے۔میرے مضمون ''نظام نو'' کا انگریزی ترجمہ بھی جلد شائع کیا جائے اس میں تمام تفصیلات اس مضمون کی میں نے بیان کی ہیں۔

وہاں کے لوگوں میں قادیان کی محبت اور قادیان کو واپس لینے کا جذبہ بھی پیدا کریں۔جن لوگوں کو خدا توفیق دے وہ ایسا انتظام کریں کہ ان کی وفات کے بعد قادیان ان کی نعش لے جائی جاسکے تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ (تاریخ احمدیت جلد18 ص112)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم محمد نواز لنگاہ صاحب معلم سلسلہ گوٹریالہ ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گوٹریالہ ضلع گجرات کی ایک بچی مہرین تبسم دختر مکرم دوست محمد شاہد صاحب عمر 6 سال نے قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 15 مارچ 2013ء کو بعد نماز جمعہ تقریب آمین منعقد ہوئی۔ بچی کے دادا مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ولد مکرم چوہدری سید محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ گوٹریالہ نے بچی سے قرآن پاک کا کچھ حصہ سنا اور دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچی کو نیک، خادم دین اور قرآن پاک کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم سید شاہد عباس نقوی صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دو بیٹوں کے بعد پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام نعمانہ شاہد عطا فرمایا ہے۔ تینوں بچے وقف نو میں شامل ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد کو صحیح اور حقیقی معنوں میں نیک مخلص اور وفادار احمدی بنائے۔ آمین

شکریہ احباب

مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حاجی شریف اللہ شیخ صاحب فیصل آباد تحریر کرتی ہیں۔

میرے خاوند مکرم حاجی شریف اللہ شیخ صاحب سفینہ ٹیکسٹائل فیصل آباد (والے) کی وفات پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے خود تشریف لا کر یا بذریعہ فون تعزیت کی۔ اور مرحوم کے جنازہ اور تدفین میں بھی احباب جماعت نے شمولیت فرما کر ہمدردی کا سلوک فرمایا۔ خاکسارہ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے سب احباب جماعت شکرگزار ہوں اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہو اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ حاجی صاحب مرحوم اور ان کے بچوں کو دعاؤں میں یاد رکھنے کی احباب سے درخواست ہے۔

تقریب شادی

محترمہ ڈاکٹر عائشہ نوری صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی تقریب رخصتانہ مکرم فہد ناصر کرامت صاحب ابن مکرم ناصر کرامت صاحب U.S.A کے ساتھ 2 فروری 2013ء کو حلقہ بیت المبارک ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے دعا کرائی۔ مورخہ 4 فروری 2013ء کو لاہور میں دعوت ولیمہ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب نے دعا کرائی۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم مبارز علیم صاحب ابن مکرم عبید اللہ علیم صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

خاکسار کے تایا جان مکرم مبارک احمد بٹ صاحب ابن مکرم خواجہ عبدالرحیم صاحب بعمر 81 سال 13 مارچ 2013ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ جہاں نماز عصر کے بعد مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدازاں تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ آپ رفیق حضرت مسیح موعود مولوی جان محمد صاحب ڈسکوی کے پوتے اور مکرم میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ مرحوم امیر جماعت گوجرانوالہ کے داماد تھے۔ آپ دعا گو، نیک، متوکل اور درویش صفت انسان تھے۔ آپ نے حلقہ اورنگی ٹاؤن کراچی میں ایک لمبے عرصہ تک مجلس انصاراللہ کے ایک بے لوث اور فعال کارکن کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ان دنوں گلستان جوہر میں اپنے داماد مکرم چودھری سفیر احمد صاحب کے ہمراہ مقیم تھے۔ ربوہ کے افتتاح کے وقت جو لوگ موجود اور دعا میں شامل تھے ان میں مرحوم تایا جان کا نام بھی موجود ہے۔ آپ مکرم جمیل احمد بٹ صاحب سیکرٹری دعوت الی اللہ کراچی کے بڑے بھائی اور مکرم حبیب اللہ بٹ صاحب آف شاہنواز لمیٹڈ اور مکرم عبید اللہ علیم صاحب کے تایا زاد بھائی تھے۔ پسماندگان میں آپ نے 3 بیٹیاں مکرمہ امۃ الحی احمد صاحبہ، مکرمہ عالیہ سفیر صاحبہ اور مکرمہ قرۃ العین عمار صاحبہ چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ٹریفک کنٹرول کے سلسلہ میں ربوہ کے احمدی احباب کیلئے ضروری ہدایات

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

آنحضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا راستے کو اس کا حق دو صحابہؓ نے عرض کی راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

☆نظریں نیچی رکھو۔☆کسی کو دکھ اور تکلیف دینے سے بچو۔☆سلام کا جواب دو۔ ☆نیک باتوں کی تلقین کرو اور بری باتوں سے روکو (صحیح بخاری کتاب الاستیذان)

اقصیٰ چوک سے اقصیٰ روڈ گولبازار تک اور ہسپتال کے سامنے ریڑھیوں رکشوں اور گاڑیوں کی پارکنگ کی وجہ سے اس قدر رش ہوتا ہے کہ تمام شہریوں اور مسافروں کے لئے انتہائی تکلیف دہ اور پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ جب پھاٹک بند ہوتا ہے تو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے جو کسی بھی لحاظ سے ایک مہذب تعلیم یافتہ اور منظّم جماعت کے شہریوں کا ماحول نظر نہیں آتا بلکہ اس کے برعکس منظر پیش ہو رہا ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔ براہ کرم درج ذیل باتوں پر عمل کریں۔

1۔ مہربانی فرما کر ٹریفک قوانین پر عمل کریں اور ربوہ کے ماحول کو منظّم کرنے میں تعاون کریں۔

2۔ اقصیٰ چوک گول دائرہ میں داخل ہوتے ہوئے ٹریفک قوانین کے مطابق اپنے بائیں ہاتھ مڑیں۔

3۔ اپنی گاڑیوں کو پارکنگ ایریا میں پارک کر کے خریداری کریں اور جہاں بھی پارک کریں سلیقے سے اور سڑک کو چھوڑ کر پارک کریں۔

☆ پارکنگ ایریاز گولبازار، یادگار روڈ، اقصیٰ چوک، ریلوے روڈ، سبزی مارکیٹ جامعہ کوارٹرز کے ساتھ

4۔ مہربانی فرما کر کوئی رکشہ والا اقصیٰ روڈ پر سوائے معین جگہوں کے رکشہ کھڑا نہ کرے۔

☆ **رکشہ سٹاپس**

گولبازار، اقصیٰ چوک، ریلوے پھاٹک کے ساتھ، یادگار روڈ، گلشن نرسری کی طرف، بس سٹاپ

5۔ مہربانی فرما کر معین سٹاپس پر ہی اتریں اور خریداری کے بعد ان معین جگہوں سے ہی سوار ہوں۔

6۔ مہربانی فرما کر کوئی ریڑھی والا، ٹھیلے والا اقصیٰ روڈ، اقصیٰ چوک تا بس سٹاپ تک ریڑھی نہ لگائے۔

7۔ مہربانی فرما کر کوئی دکاندار اپنی دکان کے سامنے کسی گاڑی، رکشہ اور ریڑھی کو کھڑا نہ ہونے دے۔

8۔ تمام دکاندار اپنی دکان سے باہر کوئی سامان نہ رکھیں۔ جس سے چلنے والوں کو تکلیف ہو یا رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔

9۔ جب پھاٹک بند ہو تو تمام گاڑیوں، رکشوں اور موٹر سائیکلوں والے اپنی لین میں رہیں اور دوسری لین کی طرف رش نہ کریں۔

10۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کا کوئی نوجوان رکشہ نہ چلائے۔ اور نہ ہی ایسے رکشہ پر اُس کے ساتھ کوئی سفر کرے۔

11۔ مہربانی فرما کر ڈیوٹی دینے والوں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

12۔ مہربانی فرما کر سبزی اور پھل روڈ پر رش کرنے والی ریڑھیوں سے نہ خریدیں۔

اہل ربوہ کیلئے پارکنگ ایریاز

ضروری نوٹ: اقصیٰ چوک تا بس سٹاپ اقصیٰ روڈ پر اپنی گاڑی ہرگز پارک نہ کریں بلکہ

1۔ گولبازار: گرین بیلٹ کے ساتھ ساتھ

2۔ یادگار روڈ: دفاتر ایوان محمود، دفاتر انصار اللہ کے ساتھ ساتھ

3۔ پھاٹک: سبزی مارکیٹ سبزی مارکیٹ کے ساتھ گرین بیلٹ جامعہ کوارٹرز کے سامنے (دائرے میں)

4۔ اقصیٰ چوک: جلسہ گاہ کی دیوار کے ساتھ

5۔ ریلوے روڈ: یوٹیلیٹی سٹور سے پہلے بطرف مغرب

6۔ فضل عمر ہسپتال: مین گیٹ پر مریض کو اتار کر گولبازار میں گرین بیلٹ کی طرف پارک کریں۔

خبریں

خواتین کے زیادہ بولنے کی دریافت

ایک نئی تحقیق کے مطابق سائنسدانوں نے عورتوں کے زیادہ بولنے کی وجہ دریافت کر لی ہے، یونیورسٹی آف میری لینڈ میں ہونے والی اس تحقیق میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں خواتین کے دماغ میں فاکس پی 2 نامی پروٹین کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ لڑکوں سے زیادہ گفتگو کرتی ہیں، تحقیق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ لڑکوں کی نسبت لڑکیاں جلد بولنا شروع کر دیتی ہیں اور ان کی الفاظ کی ادائیگی بھی مردوں سے بہتر ہوتی ہے، خواتین ایک دن میں 20 ہزار سے زائد الفاظ بولتی ہیں جبکہ مرد ایک دن میں زیادہ سے زیادہ 7 ہزار الفاظ بولتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 22 فروری 2013ء)

گالف کھیلنے والا عمر رسیدہ کھلاڑی

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ کھیل کود اور سپورٹس صرف جوانی کے مشاغل ہیں تاہم برطانیہ کے ایک عمر رسیدہ کھلاڑی نے ایسے تمام تصورات غلط ثابت کر دیئے ہیں، بتایا گیا ہے کہ ٹومی تھامسن نامی یہ شخص 100 سال کی عمر میں بھی ہفتے میں تین مرتبہ گالف کھیلنے جاتا ہے، ایئر کرافٹ انجینئر کی پوسٹ سے ریٹائر ہونے والے تھامسن گالف کلب جانے کیلئے گاڑی بھی خود چلاتے ہیں اور اب تک اس کھیل میں کئی ٹرافیاں اپنے نام کر چکے ہیں، اس سے قبل وہ بیڈمنٹن کھیلا کرتے تھے تاہم 1980ء میں ایک انجری کے بعد انہوں نے گالف کھیلنا شروع کی اور تب سے اب تک وہ اس کھیل سے وابستہ ہیں۔ (روزنامہ دنیا 22 فروری 2013ء)

درخواست دعا

مکرم محمد یونس طاہر صاحب کارکن نمائش کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میری ایک عزیزہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب مرحوم مختلف بیماریوں کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار ہیں اور اس وقت فیصل آباد کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ موصوفہ کے پتے کا آپریشن متوقع ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی زندگی دے اور آپریشن کے بعد بھی ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

گمشدہ گھڑی

مکرم منیر احمد صاحب دارالنصر شرقی محمود ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 17 مارچ 2013ء کو خاکسار بازار سے دارالنصر شرقی جا رہا تھا کہ راستے میں یا بازار میں خاکسار کی گھڑی بازو سے کہیں گر گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو وہ عوامی کلاتھ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ یا الکریم کلاتھ ہاؤس پر پہنچا دے یا اس فون نمبر پر طلاع دیں۔ 6213926

ربوہ میں طلوع و غروب 25- مارچ

طلوع فجر	4:40
طلوع آفتاب	6:04
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	6:25

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
FRS RABWAH
فیوچر ریس سکول ربوہ
● یورپین طرز تعلیم، کوئی ہوم ورک نہیں۔
● بی ایس سی اور ماسٹرز ٹیچرز کی ضرورت ہے
● نرسری تا پنجم داخلے جاری ہیں۔
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون: 047-6213194 موبائل 0332-7057097

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

بیسٹ بروسٹ
جہاں ملے آپ کو
بروسٹ۔ فاسٹ فوڈ۔ بریانی زردہ، باربی، کیو، فرائی قیمہ توے والا، چکن کڑاھی، مٹن کڑاھی، بیف، بون لیس کے علاوہ دیگر کھانے۔ اعلیٰ معیار کی ضمانت کے ساتھ
خواتین کیلئے پردے کا بہترین انتظام
اقصیٰ روڈ بالمقابل بیت البلال ربوہ
فون نمبر: 0343-7672112

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران
047-6212515
0300-7703500

All ToP Brand
گل احمد، نشاط، فردوس، اتحاد
لبرٹی فیبرکس
اقصیٰ چوک ربوہ: +92-47-6213312

All Top Brand
اب ایک قدم اور آگے
www.sahibjee.com
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: +92-47-6212310

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

FR-10

مغل بینکوئیٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ ہال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

Skylite Training Institute Of Information Technology
سکائی لائٹ انسٹیٹیوٹ کے زیراہتمام کمپیوٹر کورسز کا اجرا ہو چکا ہے
داخلے جاری ہیں
مناسب فیس
انتہائی پروفیشنل ٹیچرز، بہترین کلاس روم اور لیب
JOB OPPORTUNITIES
MBA اور Graduates کے لیے : آج ہی رابطہ کریں
25000 سے 50000 تک کمانے کا موقع : jobs@skylite.com
کمپیوٹر بیسک | مائیکروسافٹ آفس | ویب ڈیویلپمنٹ | آن لائن مارکیٹنگ | گرافکس ڈیزائننگ
047-6215742 4/14، سیکنڈ فلور، گول بازار ربوہ۔ Skylite Communications

مکان برائے فروخت
ربوہ کے بالکل وسط میں دارالصدر جنوبی ربوہ بالمقابل ایوان محمود مکان 3/13 برائے فروخت ہے
رابطہ: انس احمد ابڑو حال لندن
فون: 0044-7917275766
(ڈیلر حضرات سے معذرت)

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ربوہ گرائمر سکول (انگلش میڈیم)
27/1 دارالصدر شمالی
44/2 ناصر آباد جنوبی
سکول ہذا کی دونوں برانچز میں سٹاف کی ضرورت ہے۔
سینئر ٹیچرز۔ کم ازکم اہلیت: بی اے بی ایڈ 3 عدد جونیئر ٹیچرز۔ کم ازکم اہلیت: انٹرمیڈیٹ 5 عدد کلرک۔ کم ازکم اہلیت: ایف اے (شادی شدہ) 1 عدد
محدود مدت کیلئے ناصر آباد برانچ میں پلے گروپ کے فری داخلہ جات کئے جا رہے ہیں دفتری اوقات میں رابطہ کریں۔ پرنسپل
فون نمبرز 0315-6215676 - 047-6215676

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

FINE & THE BEST FB
CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
ٹیومرز، دل، گردے، مثانے، سانس، مرگی، بچوں کی قبض، دمہ، چڑچڑاپن۔ ایام کی خرابیاں اور دیگر امراض کیلئے اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں۔
ہمارے ہاں تمام زنانہ، بچگانہ، مردانہ بیماریوں کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے
کلینک کے اوقات صبح 10: تا 1 بجے دوپہر عصر تا عشاء
زیر نگرانی سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط ہومیوفزیشن
047-6005688,0300-7705078
پتہ: طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے